اردوتنقیدمیں پاکستانی کلچرکے مباحث

حافظ عبید الرحمن / پروفیسر ڈاکٹر محمد ارشد اویسی

ABSTRACT:
Civilization and Culture are common words being used for cultural discussion. Mainly these words are used as synonyms but they are binary opposite.Human and cultural behaviours forms culture.Pakstani culture is a cluster of local civilizations has been made to generate understanding of culture and pakistani culture.

دنیا میں دو سو کے قریب ممالک موجود ہیں اور ان ممالک میں بسنے والے افراد کا اپنا طرز بودوباش ہے۔ ان ممالک میں مقامی سطح پر بھی رہن سہن کے حوالے سے تنوع پایا جاتا ہے۔ہر علاقے کی اپنی تہذیب و ثقافت ،تمدن اور اپنا کلچر ہے۔تہذیب و تمدن، ثقافت اور کلچر کیا ہیں ؟ عام طور پہ ان کو مترادفات کے طور پہ استعمال کیا جاتا ہے۔یہ الفاظ اپنی تفہیم میں ایک دوسرے سے الگ ہیں لیکن باہم پیوست بھی۔ان پر الگ الگ بحث تو کی جاسکتی ہے لیکن انھیں ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ ان میں کئی قدریں مشترک ہیں ۔ان سب کا تعلق معاشرے کے مختلف رویوں سے ہے۔تہذیب بنیادی طور پر کسی معاشرے کی زندگی میں پائے جانے والے مجموعی عقائد اور رہن سہن کا نام ہے۔ان عقائد میں مذہب بھی ایک بڑا اور بنیادی محرک ہے جو رہن سہن، رسم و رواج اور معاش تک پر اثر انداز ہوتا ہے۔کسی قوم کی ذہنی ترقی جو زندگی کے چلن میں کارفرما ہو اسے تہذیب کہتے ہیں ۔یہ ذہنی ترقی اس قوم کو ایک فکری احساس کا نظام بھی فراہم کرتی ہے۔اسی ترقی کی بدولت رویوں میں تبدیلی کا عمل جاری و ساری رہتا ہے۔دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ کسی قوم کے سماجی رویے اس قوم کی تہذیب کو جنم دیتے ہیں ۔اگر ایسا ہے تو پھر تمدن بھی رہن سہن کا نام ہے اور ثقافت کسی علاقے کے رسم و رواج ہیں ۔یعنی تہذیب کو تمدن اور ثقافت سے الگ نہیں کیا جا سکتا اور تہذیب کے لیے کلچر کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ تہذیب اور کلچر ایک سکے کے دو رخ بھی قرار دیے جاتے ہیں ۔ان کے مابین فرق کیا ہے؟ اس سلسلے میں ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں :

’’پہلے میں ثقافت، تہذیب اور تمدن کے مابہ الامتیاز کو اجاگر کرنے کی جسارت کرتا ہوں کیوں کہ ہمارے ہاں کے زیادہ تر مباحث، محض اس لیے نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوسکے کہ بحث کرنے والوں نے ثقافت، تہذیب اور تمدن کی حدود کا تعین نہیں کیا۔اکثر لوگ، تہذیب کو انگریزی لفظ، کلچر (Culture)کے مترادف سمجھتے ہیں اور دوسرے ہی لمحے تہذیب کو تمدن کا روحانی پہلو قرار دے

ڈالتے ہیں جس سے بات الجھ جاتی ہے۔میں اپنے اس مضمون میں کلچر کو کلچر یا ثقافت،سولائزیشن کو تہذیب اور اربن کلچر (Urban Culture) کوتمدن کے معنوں میں استعمال کروں گا۔''(۱)

کسی معاشرے کی تہذیب میں اس قوم کے زندگی گزارنے کے طریقے، زندگی کے بارے میں ان کے نظریات، خدا کے بارے میں ان کا تصور، ان کے ذرائع معاش اور ان کا فنی و علمی سرمایہ سب شامل ہو سکتے ہیں ۔اس سلسلے میں سبط حسن تہذیب کے متعلق لکھتے ہیں :

''کسی معاشرے کی بامقصد تخلیقات اور سماجی اقدار کے نظام کو تہذیب کہتے ہیں ۔تہذیب معاشرے کی طرز زندگی اور طرز فکر و احساس کا جوہر ہوتی ہے۔چنانچہ زبان، آلات و اوزار، پیداوار کے طریقے اور سماجی رشتے، رہن سہن، فنون لطیفہ، علم و ادب، فلسفہ و حکمت، عقائد و افسوں ، اخلاق و عادات، رسوم و روایات، عشق و محبت کے سلوک اور خاندانی تعلقات وغیرہ تہذیب کے مختلف مظاہر ہیں ۔''(۲)

تہذیب کے لیے انگریزی کا لفظ کلچر بھی مستعمل ہے۔تہذیب کا لفظ اصلاً عربی ہے جس کے معانی آراستگی، صفائی، اصلاح، شائستگی درج ہیں ۔اس کے معنی کسی درخت یا پودے کوکاٹنا، چھانٹنا، تراشنا تاکہ اس میں نئی شاخیں نکلیں اور نئی کونپلیں پھوٹیں ۔(۳) اردو میں تہذیب کا لفظ عام طور پہ شائستگی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔(۴)

تہذیب کے مظاہر پر بات کرنے کے حوالے سے سر سید احمد خاں کا نام اہم ہے کہ انھوں نے بہت پہلے اس موضوع کو اپنی بحث کا حصہ بنایا اور اس کے جدید مفہوم سے ہمیں آگاہ کیا۔انھوں نے معاشرے میں ہونے والے تغیر و تبدل کو انسان اور معاشرے سے مشروط کیاہے۔ان کے نزدیک انسان نیچر کو تبدیل کرتا ہے اور نیچر انسان کو تبدیل کرتا ہے اور اس تبدیلی کے تحت مختلف واقعات اور حوادث جنم لیتے ہیں ۔

نیچر نے انسان کو کتنا بدلا ہے ؟یا انسان نے نیچر کو کتنا بدلا ہے ؟اس کا جواب آج کے جدید انسان کی زندگی اور اولین انسان کی زندگی کا فرق ہمیں دیتا ہے۔ابتدا میں انسان نے غاروں میں رہنا شروع کیا۔آہستہ آہستہ اس نے اپنی ذہنی صلاحیتوں سے کام لینا شروع کیا۔وقت کے ساتھ بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر مل جل کر رہنا اس کی ضرورت اور مجبوری بن گیا۔اس نے گھر تعمیر کیے، پھر سواریاں وجود میں آئیں ، رفتہ رفتہ سماجی اور اخلاقی اقدار بھی سامنے آئیں ۔ان اقدار کو مضبوطی مذہب نے فراہم کی۔یوں کسی ایک خطے میں مل کر رہنے والوں کی تہذیب وجود میں آئی۔انسانی تہذیب یا کلچر انسانوں کا ایک مشترکہ سرمایا ہے لیکن ہر ملک کا کلچر دوسرے ملک کے کلچر سے بہر حال اپنی ایک الگ شناخت رکھتا ہے۔ان میں کچھ باتیں مشترک ہیں اور کچھ میں جغرافیے کے الگ ہونے کی بدولت تنوع پایا جاتا ہے۔یہاں یہ بات اہم ہے کہ کلچر کا تعلق جغرافیے سے بہت گہرا ہے اور کلچر ایک دن میں پروان نہیں چڑھتا۔اگراس بات کو مدنظر رکھیں تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا پاکستان کے کلچر کا کوئی وجود ہے؟

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ تہذیب یا کلچر میں مذہب ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔اس لیے اگر ہم پاکستانی کلچر کا لفظ استعمال کریں تو ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ پاکستان کی اساس کیا ہے؟اگر

ہمیں پاکستان کی اساس کا علم ہو گا تو یقیناً ہم پاکستانی کلچر کی اساس کا درست تعین کر سکتے ہیں ۔پاکستانی کلچر کے حوالے سے بہت سا اختلاف پایا جاتا ہے۔اس اختلاف کے حوالے سے سبط حسن نے ایسے سات گروہ گنوائے ہیں جو پاکستا نی کلچر کے حوالے سے اپنے الگ الگ نظریات رکھتے ہیں ۔کچھ لوگ پاکستانی کلچر کو اسلام یا نظریہ پاکستان کی بنیاد پر دیکھتے ہیں اور کچھ لوگ اسے سندھ کی قدیم تہذیب کی موجودہ شکل قرار دیتے ہیں ۔ایک گروہ اسے علاقائی تہذیب قرار دینے کے درپے ہے اور دوسرا گروہ اسے سوشلزم کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔اس حوالے سے ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں :

''ملکی کلچر کا تعلق جغرافیے سے ہے...مثلاً پاکستان کا جغرافیہ، قدرتی سرحدوں سے مرتب ہوا جنہیں نظریاتی سرحدوں نے مزید مستحکم کر دیا ہے۔یہ خطہ ان علاقوں پر مشتمل ہے جہاں آج سے ساڑھے چار ہزار برس پہلے وادی سندھ کا کلچر پروان چڑھامگر وادی سندھ کے کلچر سے پہلے بھی یہ علاقہ پرانے پتھر کے زمانے سے دو مختلف انسانی نسلوں کی آماجگاہ رہا ہے۔''(۵(

وہ مزید لکھتے ہیں :

''ایک ہزار پانچ سو قبل از مسیح کے لگ بھگ اس خطے پر (جو آج پاکستان کہلاتا ہے)، آریائی نسل کے قبائل کی یلغار کا آغاز ہوا۔''(۶(

اس علاقے میں آنے والے فاتحین اپنا کلچر ساتھ لائے اور انھوں نے یہاں کے کلچر کو متاثر کیا۔پہلے سے موجود زبان میں نئی نئی تبدیلیاں آئیں جس سے نئے لہجے، رویے اور بولیاں تشکیل پائیں جو آگے چل کر نئی زبان بنانے میں ممدو معاون ہوئیں ۔فاتحین کے کچھ کلچر اس علاقے کے کلچر میں مدغم ہو گئے اور کچھ نے اپنی شناخت جزوی طور پہ برقرار رکھی۔یہ تمام اثرات ہمیں آج بھی جا بجا نظر آتے ہیں ۔یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ سب سے زیادہ اثرات مسلمان فاتحین کے ہوئے اور وہ جو کلچر لے کے آئے وہ آج بھی اس خطے کے رگ و پے میں موجود ہے۔ڈاکٹر وزیر آغا کے خیال میں سب سے زیادہ اثرات اسلامی تہذیب کے ہیں :

''اس آریائی تہذیب کے اس خطہ ارض پر سب سے نمایاں اثر اسلامی تہذیب کا ہوا۔''(۷(

مندرجہ بالا سطور سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تہذیب کے پروان چڑھنے میں جغرافیے کی حیثیت کلیدی ہے۔وادی سندھ کی تہذیب پر آریائی تہذیب کے اثرات واضح ہیں تو دوسری طرف اسلامی تہذیب نے بھی اسے متاثر کیا۔کلچر کا وجود صدیوں کے ابعاد کا نتیجہ ہے اور اس میں تمام ذائقے محسوس کیے جا سکتے ہیں جو اس نے مختلف اوقات میں مختلف اقوام اور حالات سے کشید کیے ہوتے ہیں ۔گویا تہذیب ایک بہتا دریا ہے جو مختلف علاقوں سے گزرتا ہوا اس علاقے سے ذائقے جذب کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔جس میں پانی کے کئی دھارے اورچشمے شامل ہوتے ہیں جن میں سے کچھ میٹھے اور کچھ کسیلے ہوتے ہیں ۔ان میں کچھ سوتے دریا سے الگ ہو کر اپنی انفرادی حیثیت میں مخصوص علاقوں کو سیراب کرتے ہیں جنھیں علاقائی کلچر کا نام دیا جائے تو بے جا نا ہوگا۔کلچر کا یہ سفر بالآخر سمندر میں شامل ہو کر اپنے عروج پر پہنچتا ہے۔ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں :

''دراصل کلچر ایک ایسا دریا ہے جو سدا اپنے منبع سے سمندر کی طرف بہتا ہے: ہم جس مقام پر اسے چکھیں گے، یہ اپنے منبع سے اس مقام تک کے جملہ ذائقوں کے امتزاج کو پیش کرے گا۔''(۸(

پاکستانی تہذیب کے حوالے سے دو مکتبہ فکر نمایاں ہیں : ایک وہ جو یہاں کی تہذیب کی بنیاد اسلام پر رکھتے ہیں ۔ہمارے ہیروز، زبان، خطاطی، مصوری، موسیقی، طرز تعمیر اور لباس کو اسلامی تہذیب کا نمائندہ قرار دیتے ہیں ۔سبط حسن اس بات کے قائل دکھائی دیتے ہیں کہ تہذیب کا جزو مذہب ہو سکتا ہے مگر تہذیب کا کل نہیں ہو سکتا۔وہ لکھتے ہیں :

''اسلامی تہذیب سے مراد اگراسلامی عقائد اور رسوم ہیں تو پاکستان کیا ایشیا اور افریقہ کے اکثر ملکوں میں اسلامی تہذیب موجود ہے۔اس میں پاکستان کی کوئی تخصیص نہیں ہے بلکہ ہر ملک کا مسلمان ایک خدا کو مانتا ہے...تمام دنیا بالخصوص مغربی ایشیا کے مسلمانوں کے روایتی طرز فکرو احساس پر بھی اسلام کی چھاپ بہت گہری ہے اور ان کی تہذیبی قدروں ، تلمیحوں ، استعاروں اور علامتوں میں بھی بہت سی باتیں مشترک ہیں مگر اس اشتراک کے باوجود کوئی صحیح الدماغ شخص عربوں کی تہذیب اور انڈونیشی تہذیب کو ایک نہیں کہے گا۔حالاں کہ دونوں مسلمانوں کی تہذیبیں ہیں ۔اس طرح ایران اور مراکش یا افغانستان اور سوڈان کی تہذیبیں یکساں نہیں ۔کیوں کہ مذہب تہذیب کا جزو تو ضرور ہے لیکن نہ تو تہذیب کی بنیاد مذہب پر قائم ہے اور نہ مذہب کے حوالے سے اس کو پہچانا جا سکتا ہے۔اگر ایسا ہوتا تو مراکش سے ملایا تک مسلمانوں کی تہذیبوں میں کوئی فرق نہ ہوتا۔''(۹(

دوسرا مکتب فکر بھی عجیب منطق پیش کرتا ہے وہ ایک طرف تو علاقائی تہذیبوں کو مانتے ہیں مگر پاکستانی علاقے کی تہذیب کو ماننے سے انکاری ہیں ۔وہ پاکستان کو ایک جغرافیائی حقیقت تسلیم کرتے ہیں لیکن اس جغرافیائی حقیقت کی تہذیب کو کل ماننے سے انکاری ہیں ۔اس کے ساتھ وہ اس جغرافیائی اکائی کی مختلف علاقائی تہذیبوں کے پرچارک ہیں ۔کیا ایسا ممکن ہے کہ ایک ملک میں علاقائی تہذیبیں تو موجود ہوں لیکن ملکی سطح پر تہذیب نام کی چیز سرے سے وجود ہی نہ رکھتی ہو۔علاقائی تمدن اور ثقافت مل کر کسی خطے کی مجموعی تہذیب کو جنم دینے کا کام سر انجام دیتے ہیں لیکن یہ مکتبہ فکر اس بات کو تسلیم کرنے سے انکاری ہے۔پہلا مکتبہ وحدت کا قائل ہے جب کہ دوسرا کثرت کا۔دونوں نظریات میں ٹکرائو کی صورت جاری و ساری ہے۔اس ٹکرائو کی نوعیت سیاسی ہے اور مرکز و صوبائی اختیارات پر منتج ہوتی ہے۔یہ فکر لسانی فسادات کی شکل میں سامنے آئی ہے لیکن اس میں بھی سیاسی عمل کارفرما رہا ہے۔اصل میں دونوں نظریات رکھنے والوں کے اپنے اپنے نظریات سے زیادہ مفادات تھے۔گویا دونوں ہی اپنے مفادات کی عینک سے پاکستان اور اس کی تہذیب کو دیکھتے رہے اور اس کے مطابق نتائج چاہتے تھے۔احمد ندیم قاسمی اس حوالے سے لکھتے ہیں :

''پاکستانی تہذیب کا عنوان یقیناً تہذیب کا اسلامی تصور ہی ہے۔یہ حقیقت مفکرین اور دانشوروں کے ہر مکتبہ فکر کو قبول کر لینی چاہیے اور مزید کچھ مدت تک کسی خود فریبی میں مبتلا رہ کر پاکستان کی انفرادی تہذیب کے مسئلے کو ابہام کے سپر دنہیں کیے رہنا چاہیے۔البتہ اس حقیقت سے

وابستہ ایک اور حقیقت سے آنکھیں چرانا بھی دانائی اور دور اندیشی نہیں ہے اور وہ حقیقت یہ ہے کہ ہر تہذیب میں اس مٹی کی بو باس ضرور آجاتی ہے جہاں وہ تہذیب پیدا ہوئی، پھیلی، پنپی اور بدلی ہے۔''(۱۰)

پاکستان جس خطے میں موجود ہے وہاں کی تہذیب بہت جان دار اور توانائی سے بھرپور ہے ۔اس میں جمود نہیں بلکہ تحرک ہے اور اس میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ایک طرف تو اس میں کئی تہذیبوں کی آویزش ہے تو دوسری طرف اسلامی تہذیب کا رچاؤ سب سے زیادہ ہے۔علاقائی تہذیبوں کی چھاپ بھی موجود ہے اور اب عالمی سطح پر موجود کلچر کے اثرات بھی واضح طور پہ دکھائی دے رہے ہیں جس میں مغرب سے مرعوبیت عام ہے جس کی بدولت بول چال اور رہن سہن میں تبدیلی آرہی ہے۔ہر زمانے میں اور ہر تہذیب پر دیگر تہذیبوں کے اثرات رہے ہیں اور یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری و ساری رہے گا۔البتہ اب اثر و نفوذ کی شرح بہت تیزی سے بڑھ گئی ہے کیوں کہ دنیا اب گلوبل ویلج بن چکی ہے۔احمد ندیم قاسمی لکھتے ہیں :

''ہمیں یہ حقیقت بھی تسلیم کرنا ہو گی کہ مواصلات کی بے پناہ ترقی مروجہ تہذیبوں کو ایک دوسرے سے متاثر ہونے کے عمل میں سے گزار رہی ہے۔تہذیبیں اس ترقی یافتہ زمانے سے پہلے بھی متاثر کرتی اور متاثر ہوتی رہی ہیں مگر اس دور میں یہ عمل سست رفتار تھا کہ یہ اثر آفرینی غیر محسوس ہوتی تھی۔''(۱۱)

موجودہ زمانے میں مواصلات کا نظام جدید سے جدید تر ہو گیا ہے اور اب مجلسی نظام میں کہانیوں اور قصوں کی جگہ وائی فائی نے لے لی ہے۔لوگ اب بھی مجلسیں بپا کرتے ہیں لیکن ان کی نوعیت بڑی تیزی سے بدل رہی ہے۔ہمیں جہاں اس تبدیلی سے سروکار رکھنا ہے وہاں اپنی تہذیب کی انفرادیت کو بھی نا پید نہیں ہونے دیناہےاں یہ بات بھی اہم ہے کہ اپنی تہذیب کو مقدم سمجھنا اور باقی تہذیبوں کو نفرت اور بے زاری سے دیکھنے کا رویہ درست نہیں ۔تہذیب باغ میں موجود پھولوں کی مانند ہیں جن کا اپنا رنگ اور خوشبو ہے۔ہمیں ان سے اچھی چیزوں کو لینا ہے اور نئے زمانے کے تقاضے بھی مدنظر رکھنے ہیں ۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم موجودہ زمانے کی ضروریات اور مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی تہذیب کا رستہ متعین کریں اور اسے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے قومی ترقی کا سفر جا ری رکھیں ۔

حوالہ جات:

(۱) وزیر آغا، ڈاکٹر، کلچر کے خدوخال،لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۹ء، ص ۶۹ تا ۷۰

(۲) سبط حسن، پاکستان میں تہذیب کا ارتقاء، کراچی: مکتبہ دانیال،۲۰۱۲ء ص۱۷

(۳) ایضاً ، ص ۱۸

(۴) ایضاً

(۵) وزیر آغا، ڈاکٹر، کلچر کے خدوخال، ص۷۱

(۶) ایضاً ، ص ۷۲

(۷) ایضاً ، ص ۷۳

(۸) ایضاً ، ص ۸۸
(۹) سبط حسن، پاکستان میں تہذیب کا ارتقاء، ص۳۰۱
(۱۰) احمد ندیم قاسمی، خلیفہ عبدالحکیم، محمد اجمل، ثقافت کیا ہے، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۲۰۱۲ء،ص۸
(۱۱) ایضاً ، ص ۹
/....../